© rasailojaraid.com

امام طحاوی پر شوافع کی عنایات

حضرت مولانا سید محمد شاہ قطب الدین حسینی صابریؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

جب الملک الظاہر بیبرس نے چار قاضیوں کے رسم کی پھر تجدید کی تو......انه رای الشافعی فی النوم لما ضم الی مذهبه بقية المذاهب وهو يقول تهين مذهبی "الملک لی او "لک"، قدعزلتک وعزلت ذريتک الی يوم الدين...... کہ اس نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا جس وقت آپ کے مذہب کے ساتھ مابقی مذاہب کو شامل کیا، آپ فرمارہے تھے میرے مذہب کی اہانت کرتے ہو، ملک میرا ہے یا تیرا ہے میں نے تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت تک کے لئے معزول کردیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد......فلم يمكث (الظاهر) الايسيرا ومات ولم يمكث ولده السعيد الايسيرا وزالت دولته وذريته الی الان فقراء..................

بادشاہ ظاہر صرف چند دن حیات رہا اور انتقال کر گیا اور اس کا نیک بخت بیٹا بھی صرف چند دن زندہ رہا اور اس کی حکومت بھی ختم ہوگئی اور اس کی اولاد آج تک تنگدستی کا شکار ہے۔ السبکی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب ملک الظاہر مر گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا گذری؟ تو جس بیچارے سے خدا جانے کتنے گناہ ہوئے ہونگے، کس کس کا مال غلط طریقہ سے لیا ہوگا اور جیسا کہ عموماً اس زمانہ کے سلاطین کا حال تھا خدا جانے کتنوں کے خون اس کی گردن پر ہونگے، لیکن اس تمام سلسلہ

آن کہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اس کی سزا جس چیز پر ہوئی ،وہ یہ تھی کہ جس کا اظہار خواب دیکھنے والے صاحب سے اس نے باین الفاظ کیا:

عذبنی الله عذابا شدیدا لجعل القضاة اربعة وقال فرقت کلمة المسلمین

اللہ نے مجھے سخت عذاب دیا، چار قضاۃ کو مقرر کرنے کی پاداش میں اور فرمایا تو نے مسلمانوں کے اتفاق کو پارہ پارہ کردیا۔

ان واقعات سے اور تو کچھ نہیں اتنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برادران شوافع پر دوسرے مکاتب خیال کے علماء کا تقرر سخت ناگوار گذر رہا تھا، جب کشفی اور روبائی نظریات کا یہ حال ہے تو نسبتاً اس سے جو آسان تر چیز تھی ،یعنی دوسروں کے علم پر حملہ کرنا، ان کے نقائص نکالنے ،بھلا اس میں کیا کمی کی گئی ہوگی ،خصوصاً حنفیوں کو حدیث کے معاملہ میں رسوا اور بدنام کرنا تو آسان ہے کہ معمولی عربی خواں بھی ہدایہ کے صفحات کو الٹ کر ہر صفحہ سے تقریبا ایسی ''حدیث،، نکال کر دکھا سکتا ہے جس کا پتہ بخاری ومسلم ہی میں نہیں ،صحاح کی اور بڑی کتابوں میں بھی مشکل ہی سے چلتا ہے۔کیونکہ ان الفاظ کے ساتھ ہدایہ کی حدیثیں ان کتابوں میں واقعہ یہ ہے کہ نہیں پائی جاتیں، آج بھی ہندوستانی مطبع کی ہدایہ کی تقریبا اکثر حدیثوں کے نیچے''غریب جداً،،''نادر جداً،،''لم یوجد،، فی الکتب لکھا ہوا ملتا ہے۔

بظاہر اسی سوال نے میرے خیال میں مصر کے اس عہد میں اہمیت حاصل کی اور آخر کچھ لوگ حنفیوں میں تیار ہوگئے جنھوں نے پوری توجہ اور محنت• سے حدیث ومتعلقات حدیث کے فنون میں کمال پیدا کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہدایہ ہی اس زمانہ میں بھی یاروں کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی، اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کہاں تو یہ حال تھا کہ ہدایہ کے شروح میں بھی حدیثوں کی تخریج کا التزام نہ تھا، یا ایک وہ زمانہ مصر میں آیا کہ صرف علامہ زیلعی ہی نے نہیں بلکہ جیسا کہ ابن حجر نے لکھا ہے صاحب الجوہر النقی علامہ ماردینی نے بھی اور ان کے شاگرد عبد القادر مصری صاحب جواہر مضیئہ نے بھی ہدایہ کی حدیثوں کی تخریج پر کام کیا اور مستقل کتابیں لکھیں۔

خیر اسباب کچھ ہی ہوں ،مگر اس سلسلہ میں ایک بڑا کام یہ ہوگیا کہ طحاوی کے جس تیر کو حافظ بیہقی نے الٹ کر احناف ہی پر چلا دیا تھا، اور ڈھائی سو سال تک پھر اس تیر کو کوئی واپس نہ کرسکا تھا''الجوہر النقی،، لکھ کر صرف جواب ہی نہیں دیا گیا بلکہ کچھ اقدام بھی کیا گیا اس لئے تاکہ ہر حنفی اس کتاب کو اپنے پاس سفر وحضر میں بہ آسانی رکھ سکے۔ماردینی کے کچھ دن بعد مصر کے دوسرے حنفی

الاصل ان القولَ قول الامین ☆ بنیادی طور پر امین کا قول ہی معتبر ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محدث علامہ قاسم بن قطلو بغا جو علاوہ حافظ ابن حجر وغیرہ کے، علامہ ابن الھمام صاحب فتح القدیر کے تلمیذ رشید ہیں، ''الجوہر النقی،، کا ایک خلاصہ تیار کیا، حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں:

ثم لخصه زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی المتوفی سنة ۸۷۹ وسماه ترجیح الجوهر النقی اس لئے تا کہ مسئلہ کے ملنے میں آسانی ہو

ورتبه علی حروف المعجم (ص۴۷۹ ج۱۴)

پھر زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی متوفی سنہ ۸۷۹ نے اس کا خلاصہ تیار کیا اور اس کا نام ترجیح الجوہر النقی رکھا اور اس کو حروف معجم کے مطابق ترتیب دیا۔

اور یوں تیسری صدی کے وسط میں ایک شافعی عالم کی زبان سے...... واللہ مایجئنی منک شیئاً...... خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا، قسم کا جو فقرہ بے اختیار زبان سے نکل گیا تھا وہ نویں صدی کے آخر تک مسلسل ٹوٹتی رہی اور مصر کے ایک گاؤں طحا کے ایک دہقانی نوجوان کو جو کہا گیا تھا کہ تو کچھ نہیں لاسکتا خود وہ اور اس کی بدولت وفاقاً وخلافاً تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ سو سال تک فقہ اور حدیث کی دنیا میں تحقیق وتدقیق تلاش وتجس کا ایک طوفان برپا رہا، گویا ہم اگر ''جدلیات،، کے سلسلہ کو کسی چارٹ یا شجرہ کی شکل میں ظاہر کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے۔

مختصر المزنی	تیسری صدی
کتاب جلیل قاضی بکار	تیسری صدی
مختصر طحاوی کبیر وصغیر علی ترتیب المزنی وترتیب بکار	چوتھی صدی
معرفۃ السنن والاثار رد طحاوی السنن الکبری بیہقی	پانچویں صدی
الجوہر النقی علامہ ماردینی الرد علی البیہقی	ساتویں صدی
ترجیح الجوہر النقی للقاسم بن قطلو بغا ''تلخیص الجواہر،،	آٹھویں صدی

اور اسی ''شجرہ علیہ،، کے ہر درجہ کو میں امام طحاوی کے ''ھم الحدیا،، کے ''تعاجیب ربنا،، کا ایک ایک ''التعجب،، قرار دیتا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ علاوہ ائمہ مجتہدین (یعنی ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف ومحمد بن الحسن وغیرہم) کے بھی طبقات احناف میں بڑے بڑے علماء اور افاضل پیدا ہوتے رہے۔

لیکن حنفی ادبیات کا وہ سلسلہ جس میں فقہیات کے ساتھ حدیث وعلم حدیث کا مستند سرمایہ شریک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے،اس سلسلہ کے بانی اول حنفیوں میں امام ابوجعفر طحاوی ہیں،انھوں نے ہی اس کی بنیاد ڈالی اور پھر جیسا کہ یہ تفصیل میں نے بتایا آئندہ جو کچھ ہوا ان ہی کی راہوں سے ہوا،گویا اس شاخ کے حنفیوں میں وہ امام تھے۔

لیکن نظر تحقیق کا برا ہو،چاہا تو یہی جاتا ہے اور کہا بھی جاتا ہے کہ علم وہی ہے جو تحقیقی ہو،ورنہ تقلیدی علم علم نہیں،معلومات کی صرف گرد آوری ہے۔

مگر دنیا میں جس نے علم کی جس شاخ میں بھی خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی،تحقیق کا قدم اٹھایا،خدا جانے یہ کیا قصہ ہے کہ اس سے عوام کا کوئی طبقہ کبھی راضی نہ رہا۔امام طحاوی کی داستان تو بیان ہی کروں گا۔امام مزنی جنھوں نے اپنی پوری عمر امام شافعی اوران کے علوم کی خدمت نشرواشاعت ،تہذیب وتنقیح میں گذار دی،حتی کہ اس سلسلہ میں بیچارے کو اپنے حقیقی بھانجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الگ ہونا پڑا،جس کا صدمہ جیسا کہ ابن عساکر کے حوالہ سے نقل کر چکا ہوں،مرنے کے بعد بھی باقی رہا لیکن امام مجتہد کے شاگرد تھے،اپنی کتابوں میں بعض مسائل کے متعلق انھوں نے امام سے اختلاف بھی کیا ہے۔ہزار ہا چیزوں میں اتفاق لیکن چند مسائل میں اختلاف ،بس یہی ان کے لئے مصیبت ہوگی۔بعد کو جیسے جیسے تقلید کا رنگ جیسا کہ قاعدہ ہے گہرا ہوتا چلا بیچارے امام مزنی کا یہ جرم،کہ خود اپنی رائے کیوں قائم کی ،شوافع کے عام طبقہ کے لئے ناراضی کا باعث ہوا،زیادہ دن کے بعد نہیں بلکہ تیسری صدی کے اختتام پر شافعیوں کے مشہور عالم ابن سریج المتوفی سنہ ۳۱۶ جن کا ذکر بار بار آچکا ہے ایک طرف تو ''المزنی،، کی کتاب کی اتنی تعریف فرماتے تھے کہ ''عذراء لم یفتض،،قرار دیتے تھے،لیکن انہی سے خطیب نے تاریخ بغداد میں یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ فرماتے تھے:

یوتی یوم القیامة بالشافعی وقدتعلق بالمزنی یقول رب هذا افسد علومی فاقول مهلایاابراهیم فانی لم ازل فی اصلاح مافسده (ص۲۸۶ ج۴)

قیامت کے دن امام شافعی رحمہ اللہ بلائے جائیں گے آپ مزنی کو پکڑ کر لائیں گے۔یہ فرمائیں گے اے پروردگار اس نے میرے علوم کو خراب کر دیا ہے تو میں عرض کروں گا آپ ٹھہر جائیں اس نے جو کچھ بگاڑا ہے میں اس کو اب تک ٹھیک کرتا رہا ہوں۔

كان يفضل على جميع اصحاب الشافعي حتى المزني (ص۱۷)

وہ امام شافعی کے تمام اصحاب پر یہاں تک کہ امام مزنی پر بھی فضیلت رکھتے ہیں۔

الاصل فی الکلام الحقیقة ☆ بنیادی طور پر کلام میں حقیقی معنی مراد لیا جاتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غالباً امام شافعی کے براہ راست تلمیذ اور خلیفہ پر ایک شافعی عالم کو اس لئے ترجیح دی گئی کہ پچھلے نے بجز تقلید کے تحقیق سے کبھی کام نہیں لیا۔ خدا جانے مورخین "لم یفتض"، والا لطیفہ مختصر مزنی کے متعلق ان کی طرف جو اس حیثیت سے منسوب کرتے ہیں کہ یہ اس کتاب کی آخری تعریف ہے، لیکن ابن سریج قیامت میں امام مزنی کو اس شکل میں دکھا رہے ہیں کہ امام شافعی ان کے دامن سے لٹکے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ بارالٰہی میرے پیارے علم کو اس نے بگاڑ دیا تو پھر مختصر مزنی کی اس "مدح"، میں مجھے تو قدح کا شبہ ہونے لگا ہے۔

خیر یہ تو شوافع کی اپنے گھر کی باتیں ہیں، ہمیں اس میں پڑنے کی کیا ضرورت؟ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جرم تحقیق میں جس طرح سب کچھ مٹا دینے کے بعد امام مزنی کو "مفسد علوم الشافعی"، کا تحفہ برادران شوافع سے ملا، کچھ بھی کیفیت امام طحاوی کی حنفیوں میں نظر آتی ہے۔ اس طرح مخالفوں کا تو بیچارے کے ساتھ وہ سلوک جو آپ حافظ بیہقی کی زبانی سن چکے، ان پر الزام لگایا گیا کہ ابوحنیفہ اور ابو یوسف کی پاسداری میں یہ شخص اتنا غالی ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کر دیتا ہے اور ضعیف کو قوی کر دیتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں مسلمہ بن قاسم اندلسی کی کتاب صلہ سے امام طحاوی کے متعلق یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ:

کان یذھب بمذھب ابی حنیفه کان شدید العصبیة فیه(۲۷)

وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اختیار کئے تھے اور اس میں بہت متعصب تھے۔

اور یہ تو خیر نصرت ابی حنیفہ کے جرم کی ہلکی سزا ہے، کوئی شخص معاویہ بن احمص القرشی ہے، اس کی طرف تو منسوب کر کے امام کو ایک ایسی چیز سے متہم کیا گیا ہے کہ گو حافظ ابن حجر نے اپنی مصلحتوں کی بنیاد پر اس مجہول الحال شخص کی روایت اپنی کتاب میں درج کر دی ہے لیکن مجھے تو اس کو نقل کرتے بھی شرم آتی ہے۔ تاہم یہ دکھانے کے لئے کہ عشق حنفیت میں امام طحاوی کو کیا کیا نہ کہا گیا، کیا کیا نہ سنایا گیا، نقل کرتا ہوں، ابن الاحمر کہتا ہے:

دخلت مصر قبل الثلاث مائة واھل مصر یرمون الطحاوی بامر عظیم فظیع من جهة امور القضاء او من جهة ما قیل انه افتی لبه ابا الجیش من امر الخصیان

میں سنہ تین سو ہجری سے پہلے مصر میں داخل ہوا اس وقت اہل مصر امام طحاوی پر نہایت غلط کام کا الزام دے رہے تھے وہ یا تو امور قضاء سے متعلق تھا یا............

لا اجتهاد عند ظهور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے الزام کا مطلب تو غالبا یہ ہے کہ قضاء کے سلسلہ میں کچھ لین دین خرد برد کرتے تھے اور دوسرے الزام سے خدا جانے وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ بہر حال کچھ ہی کہنا چاہتا ہو،لیکن جس وجہ سے اس نے یہ باتیں تراشی ہیں،غنیمت ہے کہ اس کا اظہار بھی اس کے بعد فرما دیا گیا ہے۔یعنی ان دونوں الزاموں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے کہ

وکان یذھب مذھب ابی حنیفه لایری حقاخلافه(ص۲۷۶)

اور وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر چلتے تھے اور اس کے خلاف کو حق نہیں سمجھتے تھے۔

گویا خود ہی کھول دیا کہ میں نے یہ سب جو کچھ کہا اس کی علت یہ ہے کہ وہ ابوحنیفہ کے مسلک پر چلتے تھے اور اس باب میں اتنے متشدد تھے کہ جو خیال ابوحنیفہ کے خلاف ہو،اسے وہ حق نہیں سمجھتے تھے۔یعنی ''حق،،کا معیار طحاوی کے یہاں صرف یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ کا قول ہو،چونکہ اس شخص کے بیان کا آخری جملہ قطعاً غلط ہے جیسا کہ یوں بھی لوگوں کو معلوم ہے۔قاضی حربویہ کی مجلس میں انھوں نے جو کچھ فرمایا تھا وہی اس کی تغلیط کے لئے کافی ہے۔اس کا حال آگے بھی معلوم ہوگا،اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اور بھی اس نے جو کچھ کہا سب جھوٹ ہے۔بھلا جس شخص کو ابن یونس جوان کے معاصر اور ہم وطن شب وروز کے دیکھنے والے ہیں اور السیوطی جنھیں ابن یونس الحافظ الامام کے لقب سے ملقب کرنے کے بعد فن حدیث میں ان کی جلالت قدر کے متعلق لکھتے ہیں:ھو امام فی ھذا الشان یتیقظ حافظ مکثر خبیر بایام الناس (حسن ص۱۴۷)

وہ اس فن میں امام ہیں۔

یہی ابن یونس علامہ طحاوی کے متعلق فرماتے ہیں گویا عینی شہادت دیتے ہیں کہ

کان ثقه (۱)ثبتاً(۲)فقیھاً(۳)عاقلاً(۴)لم یخلف مثله(لسان)تذکره

خود حافظ ذہبی باوجود سخت متشدد ہونے کے ''الطحاوی الامام،،کا عنوان قائم کرکے فرماتے ہیں

العلامه الحافظ صاحب التصانیف البدیعة

علامہ حافظ اور بے نظیر تصانیف والے ہیں۔

السیوطی مشہور شافعی عالم ہیں،اور تصلب میں بھی کسی سے کم نہیں ہیں لیکن جو واقعہ ہے اس کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

الطحاوی الامام العلامه الحافظ کان ثقة ثبتاً فقیھاً لم یخلف بعده مثله انتھت الیه

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاسةالحنفیة بمصر (ص ۱۴۷ حسن المحاضرہ)

امام طحاوی جوعلامہ اور حافظ ہیں وہ ثقہ، ثبت اورفقیہ ہیں ان کے بعدان کے جیسا پیدانہیں ہوامصر میں علماء حنفیہ کی صدارت ان پرختم ہوتی ہے۔

گویاامام طحاوی کے پنجگانہ صفات یعنی ثقہ، ثبت، فقیہ، عاقل اور بےنظیر ہونے کی جوچشم دید گواہی ابن یونس نے دی تھی آخر تک بالاتفاق تمام محدثین اس کی مسلسل توثیق کرتے چلے آئے ہیں۔

اگرابن الاحمر کے بیان میں کچھ بھی اصلیت کی جھلک لوگوں کو محسوس ہوتی توپھرناممکن تھا کہ بغیرکسی تذبذب اوردغدغہ کے سلفاًعن خلف امام طحاوی کومحدثین ثقہ (یعنی) ایساشخص جس کے کرداراوراخلاقی زندگی پربھروسہ کیاجائے، مسلسل لکھتے چلے آتے، خصوصاًبزرگوں سے بھلا اس کی امیدہوسکتی تھی جوطحاوی سے حنفیت کی وجہ سے اپنے دلوں میں اچھی خاصی گرانی بھی رکھتے ہیں۔

کیسی حیرانی کی بات ہے کہ ابن الاحمر جیسا مجہول الحال والاسم شخص کوتو مصر میں امام طحاوی کے متعلق یہ خبریں ملیں، لیکن اسی زمانہ میں جس کاوہ ذکرکررہاہے ہم ان کے حلقہ درس میں مشہور معاجم حدیث کے جامع سلیمان بن احمد بن ایوب الطبر انی ابن الخشاب البردعی، القرطبی، شیخ الظاہر بن عبداللہ بن علی الدوادی، محمد بن ابراہیم المقری الحافظ، خودابن یونس مصری اورالحافظ المعروف بقید ممنون بن حمزہ العبید لی، احمد بن محمد منصور الدامغانی، وغیرہم محدثین حفاظ ثقات وفقہاء کوپاتے ہیں کہ ان میں سے ہرایک اپنے اپنے وقت اوراپنے اپنے مقام کاامام تھا، خدانخواستہ اگران بزرگوں کوامام طحاوی میں ابن احمر کے اتہامات کاادنی شائبہ بھی محسوس ہوتاتو جیسا کہ ان لوگوں کاعام دستورتھا، قطعاًان سے حدیث نہ سنتے۔

خیال کرناچاہیے جوشخص ان جلیل القدرائمہ وحفاظ کااستاد خصوصاً روایت حدیث کا استاد ہو، اورجوخودبھی سلیمان بن شعیب یونس بن عبدالاعلی جیسے بزرگوں کاحدیث میں شاگردہو، جن کے متعلق صاحب جواہرمضیہ لکھتے ہیں کہ

شارک فیه مسلماً واکثرالروایة عنه

امام مسلم ان میں شریک ہیں اوران سے اکثر روایت لی ہے۔

اوریہی دوکیاامام طحاوی کے اساتذہ حدیث کی اتنی کثرت ہے کہ

جمع بعضهم مشائخه فی جزء (جواهر ص ۱۰۴)

☆ الفقه حقیقته الفتح والشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہر حال اس وقت امام طحاوی کے متعلق مجھے رجالی بحث جرح وتعدیل کی مقصود نہیں ہے بلکہ کہنا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اوران کے مکتب خیال کی جانب داریوں میں جس شخص نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ قربان کردیا، پڑھاتو اسی لئے، اور پڑھایاتو اسی لئے، لکھنے کا بھی حال یہ ہے کہ گوامام طحاوی نے علم کے اورشعبوں میں بھی چند بڑی کتابیں لکھی ہیں، خصوصاً مورخین ان کی تاریخ کے متعلق لکھتے ہیں:

وله تاريخ كبير (جواهر ص ۱۰۴)

ایک تصنیف ان کی تاریخ کبیر ہے۔

بعد کے ارباب تاریخ بکثرت طحاوی کی اس تاریخ کا حوالہ دیتے ہیں، اورایک کتاب انھوں نے ''النوادروالحکایات،، کے نام سے بھی لکھی ہے۔قاضی عیاض کے حوالہ سے لوگ نقل کرتے ہیں کہ ......النوادر والحكايات في نيف وعشرين جزء اً......کتاب النوادروالحکایات کے بیس ۲۰ سے زائد اجزاء ہیں۔

اسی طرح مشہور محدث ومورخ لغوی ابوعبید پر بھی انھوں نے انساب کے متعلق تنقید فرمائی ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ گزشتہ بالا چند کتابوں کے سوا انھوں نے جوکچھ لکھا ہے اور بہت کچھ لکھا ہے جس کی بڑی وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ باوجود طول عمر یعنی ۸۳ سال کی عمر پانے کے ان کے قول کا حال آخر تک یہ رہا جیسا کہ ابن ندیم کی کتاب الفہرست کے حوالہ سے حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں نقل کیا ہے۔

قدبلغ الثمانين والسوادفي لحيته اكثر من البياض (ص ۲۷۷ ج ۱)

اسی ۸۰ سال کی عمر کو پہونچ کر بھی ان کی داڑھی میں سفید بال سے زیادہ کالے بال تھے۔اسی کا نتیجہ تھا کہ آخروقت تک ان کو کام کرنے کا موقع ملا۔بقول ابن ندیم

كان اوحدزمانه علما

وہ علم میں اپنے زمانہ کے یکتا تھا۔علم میں وہ یکتائے روزگار تھے۔

علی الخصوص حنفیہ اوران کے آئمہ کے علوم کا تو شاید نہ ان کے بعد اتنا کوئی بڑا عالم ہوا اور نہ شاید ان کے پہلے گذرا۔مشہور اندلسی یورپین محدث حافظ عمرو بن عبدالبر اپنی کتاب العلم میں ارقام فرماتے ہیں کہ

كان الطحاوي اعلمَ الناس بسير الكوفيين واخبارهم وفقههم مع مشاركة في جميع المذاهب من الفقهاء (لسان)

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام ، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام طحاوی اہل کوفہ کے احوال اوران کے اخبار کے اوراہل کوفہ کی فقہ اورفقہاء کے تمام مذاہب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ علامہ طحاوی نے اپنی ذہنی اور کسبی نعمتوں کوحنفی مذہب کی خدمت کے لئے وقف کردیا،اس وقت تک اس سلسلہ میں ان کی جن کتابوں کاذکرکیاجاتاہے،میرے علم میں جن کی تعداد تقریباًبیس کے قریب ہے،کسی نہ کسی حیثیت سے بالواسطہ یابلاواسطہ ان سے حنفی مذہب کوفائدہ پہونچاہے۔معانی الآثار،مشکل الآثارتوخیرمطبوعہ ہیں،اورہرشخص ان کودیکھ کراندازہ کرسکتاہے کہ گوبظاہران کے نام یادیباچہ میں یہ ظاہرنہیں کیاگیاہے کہ ان میں حنفی مکتب خیال کی تائید کی جائے گی لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل مقصدان کتابوں کااس کے سوااورکیاہے اوران میں دوکتابوں سے ان کی کتاب احکام القرآن جوبیس جزء سے زیادہ اوراق میں ختم ہوتی ہے۔اس کابھی اندازہ ہوسکتاہے اوریہ احکام القرآن قرآن کے متعلق ان کی دوسری املائی کتاب کے سواہے جس کے متعلق قاضی عیاض صحیح مسلم کی شرح اکمال میں لکھاہے کہ......**لہ فی القرآن الف ورقة** ......ان کی قرآن مجید کے بارے میں تالیف کے سوورق ہیں۔

اس کے سواجامع صغیر جامع کبیرتوامام محمدکی کتابوں کی شروح ہی ہیں خوداپنی مختصرکبیروصغیربراہ راست حنفی فقہ کی کتابیں ہیں،اسی طرح ان کی کتابیں جوشروط کے متعلق ہیں ،اورسمجھاجاتاہے کہ اس باب میں ان کی کتابوں سے بہترکتابیں آج تک نہیں لکھی گئیں،جواہرمیں ہے۔

وله الشروط الكبير والشروط الصغير والشروط الاوسط

ان کی تالیفات میں شروط کبیرشروط صغیراورشروط اوسط ہے۔

ظاہرہے کہ ان کاتعلق بھی حنفی مذہب ہی سے ہے کیونکہ اس فن سے ان کوخاص مناسبت اس لئے زیادہ تھی کہ قاضی بکارنے بصرہ میں ہلال بن یحیی الرائے و(تلمیذابی یوسف وزفر)سے خصوصیت کے ساتھ علم الشروط سیکھاتھا،عبدالقادرمصری نے قاضی بکارکے تذکرہ میں تصریح کی ہے کہ......**اخذ عنه (هلال الرائے)علم الشروط** (ص ۱۶۹)

قاضی بکارنے ہلال رائے سے علم شروط سیکھاہے۔

خودقاضی بکارنے بھی،کتاب المحاضرہ والسجلات ،اورکتاب الوثائق والعہود،تصنیف کی تھی۔امام طحاوی نے انہی سے اس فن کوسیکھاتھا۔حافظ ابن حجرنے''لسان المیزان''،میں طحاوی کاواقعہ ان ہی شروط

☆ اتركوا قولي بخبر الرسول ﷺ ☆حدیث شریف کے مقابل میرے قول کوچھوڑدو (ابوحنیفہ)☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومواثیق وعہود کے متعلق نقل کیا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی حربویہ جیسے عالم بھی امام طحاوی کے نکات کو بہ آسانی سمجھ نہیں سکتے تھے۔واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قاضی حربویہ نے امام طحاوی کا نام ''دیوان الشھود،، میں درج کرالیا،تو حسب ضرورت کبھی کبھی ادائے شہادت کے لئے ان کے اجلاس میں بھی جانا پڑتا تھا،ایک دفعہ طحاوی نے ان کے سامنے تحریری شہادت جوانھوں نے لکھ کر پیش کی تھی،قاضی حربویہ کے سامنے پڑھی،شہادت کی اس عبارت میں جن فقہی اور قانونی نکات کوامام نے ملحوظ رکھا تھا،ان کے فوائداوراثرات اورنتائج تک قاضی حربویہ کی بہ آسانی رسائی نہ ہوسکی۔حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ قاضی حربویہ نے ایک دفعہ عبارت سنی اور کہا کہ ''عـــرفـــنـــی،، مجھے سمجھاؤ،امام نے سمجھایا،پھر بھی ان کی سمجھ میں نہ آیااور بولے''عـرفـنـی ،،جب دودفعہ یہ ہوچکا تواس زمانہ میں چونکہ گواہوں یامقدمہ کے فریقین کااظہار کھڑاکر کے نہیں لیاجاتا تھابلکہ سب قاضی کے سامنے فرش ہی پربیٹھ جاتے تھے اوراپنے اپنے وقت میں بیٹھے بیٹھے ہی اظہار دیتے تھے،اسی بنیاد پراب تک توامام طحاوی قاضی حربویہ کوبیٹھے بیٹھے سمجھا رہے تھے،لیکن جب دودفعہ انھوں نے عرفنی عرفنی کہاتب امام کاارادہ ہواکہ اب اس عبارت کے حقائق ونکات پر تفصیلی بحث قاضی کے سامنے کرنی چاہئے،مخاطب کرکے قاضی صاحب سے بولے:

یاذن لی القاضی فی القیام الی موضع

کیاقاضی صاحب مجھے ایک جگہ کھڑے ہونے کی اجازت دیں گے۔

قاضی صاحب نے فرمایا''تم،،یعنی کھڑے ہوکرتقریر کرناچاہتے ہوتو کرو،امام طحاوی پراپنے مضمون کے بیان کرنے کاشوق اتناغالب تھا کہ

فقام ابو جعفر یجرر دائہ قدسقط بعضہ قال فاقام فی ناحیة

ابوجعفر(طحاوی)اپنی چادر جس کا کچھ حصہ گر گیا تھا کھینچتے ہوئے کھڑے ہوئے وہ کہتے ہیں ایک جانب وہ کھڑے ہوگئے۔

کھڑے ہوکراپنی شہادت کے ہرہرلفظ پرانھوں نے اس طرح بحث کی جیسے اس زمانہ میں وکلاء اور بیرسٹر بحث کرتے ہیں،تقریر جب ختم ہوگئی تب بیٹھ گئے،اوراب انھوں نے دیکھا کہ قاضی حربویہ کے چہرہ پرمطلب کے سمجھ لینے اوران دقائق تک پہونچ جانے کے علامات نمایاں ہیں،تو بیان کیاجاتا ہے کہ امام طحاوی اپنی نشست گاہ سے سرکتے جاتے تھے اورقاضی صاحب کو کہتے جاتے تھے

☆ الفقہ حقیقتہ الفتح والشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

،جی ہاں میرافلاں لفظ سے یہ مطلب تھااورفلاں لفظ سے یہ مقصد تھا۔حافظ ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں کہ:

ثم عادیحبوعلی رکتبہ وقال نعم اعزک اللہ اشھدبکذا وکذا

پھر وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور فرمائے ہاں اللہ آپ کی عزت میں اضافہ کرے میں گواہی میں یہی بات بتارہاتھا۔

قاضی حربویہ نے تب ان کے ''شہادت نامہ،،کواپنے ہاتھ میں لیااور(وعلم علی شھادۃ)ان کی''شہادت،،پراپنے دستخط ثبت کیئے''فن شروط،،میں امام کومہارت کااس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ قاضی حربویہ کی علمی جلالت ومنزلت میں بیان کرچکاہوں اس کوپیش نظر رکھنے کے بعد اس واقعہ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔حافظ ابن حجر نے بھی اس واقعہ کودرج کرتے ہوئے لکھا ہے:

کان ابو جعفر الطحاوی وجیھہ النقد فی الشروط والسجلات والشھادات(ص ۲۸۱)

مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا،فقہ اسلامی قانون کی یہ شاخ بھی دراصل حنفی مکتب فقہ کی ایک خصوصی چیزتھی،اس فن پرامام نے جوکچھ لکھاہے حنفیوں کے اس علم کوجھکانے کے لئے لکھا۔انھوں نے اپنے استاد قاضی بکار کی اتباع میں خودبھی ''المحاضروالسجلات والوصایا،،پرکتابیں لکھی ہیں۔ایک کتاب(۱)مواریث وفرائض میں بھی تصنیف کی،اراضی مکہ کاکیاحکم ہے،مکہ عنوۃ فتح ہوایاصلحاچونکہ اس میں محدثین اورفقہاء کااختلاف ہے اس لئے آئندہ احکام میں بھی اختلافات ہوئے۔امام طحاوی نے ایک مستقل کتاب(۲)اس مسئلہ پرلکھی،''جنگ،،کے قانون کاایک اہم باب(۳)''غنائم اورفئی،،کی تقسیم کاہے۔اس پربھی ان کی ایک کتاب ہے۔عیسین بن ایان جوامام محمد کے ممتازشاگردوں میں ہیں،لیکن انھوں نے باوجود اس کے امام محمد کی کتابوں کی غلطیوں پرتنبیہ کرتے ہوئے''خطاء الکتب،،ایک کتاب لکھی تھی۔امام طحاوی نے اس کاجواب بھی ایک مستقل (۴)تصنیف کے ذریعہ سے دیا،ظاہر ہے کہ امام طحاوی کے ان تمام''علمی مجاہدات،،سے بلاواسطہ یابالواسطہ حنفی مذہب اورحنفی مذہب کے علماء ہی کوفائدہ پہونچانامقصودتھا۔خودامام ابوحنیفہ کی ایک مستقل سوانح عمری لکھی،لیکن جن کی ساری عمرحنفیت اورحنفی علوم کی خدمت میں گذری اورجواپنے اس عشق میں اس حدتک بدنام کیئے گئے کہ ابن قاسم اندلس کے حوالہ سے حافظ ابن حجر نے یہ لطیفہ نقل کیا ہے کہ کسی نے امام طحاوی کے سامنے یہ شعرپڑھا:

☆ کتاب وسنت سے اخذکردہ احکام ، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کنت کاذبة الذی حدثنی فعلیک اثم ابی حنیفه اوزفر

اگر تو جھوٹی ہے اس میں جو تو مجھ سے بیان کی ہے، تو تجھ پر ابوحنیفہ اور زفر کا گناہ ہے......

گویا ''اثم ابی حنیفه اورزفر،، سے زیادہ وزنی گناہ کوئی نہ تھا جس سے محبوبہ کو اس کا عاشق دھمکانا چاہتا ہے کہ اگر ایفاء عہد نہ کرے گی تو اسلام کے دو مجرموں ابوحنیفہ اور زفر کے گناہ کے نیچے تو دب جائے۔

کہتے ہیں کہ امام طحاوی نے جب یہ شعر سنا، تو فرمایا...... وددت لوان علی اثمهما وان لی اجرهما......

مگر سب کچھ کرنے دھرنے کے ساتھ ساتھ چونکہ انھوں نے علم کو رٹا نہیں تھا بلکہ پڑھا تھا، اس لئے ان کی تقلید تجھیلی نہیں بلکہ تحقیقی تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے آدمیوں کے لئے مشکل ہے کہ صدفی صد مسئلہ میں کسی ایسی ہستی کے اقوال یا نظریات پر آنکھ بند کرکے ایمان لے آئے، جو نہ نبی ہو نہ پیغمبر حتی کہ پیغمبر کے صحابیوں کا بھی درجہ نہ رکھتی ہو۔ آخر امام طحاوی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کا جتنا بھی احترام کرتے ہوں، اور ان کے علم پر جس حد تک وہ بھروسہ کرتے ہوں تاہم انھوں نے ان بزرگوں کو رسول و پیغمبر تو نہیں مانا تھا، جس کی کسی بات سے اختلاف خدا کی مرضی سے اختلاف کے ہم معنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی طویل الذیل تصنیفات وتالیفات میں کہیں کہیں بعض خاص مسائل میں جیسا کہ انھوں نے قاضی حربویہ کی مجلس میں علانیہ اظہار بھی کیا تھا۔ انھوں نے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے اختیارات اور فیصلوں سے اختلاف بھی کیا ہے اور اختلافات بھی کسی اصولی مسئلہ میں نہیں بلکہ معمولی جزئیات میں۔ مثلاً فقہ کی عام کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حنفیوں کا جو عام مسئلہ ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی اس دن کی عصر شروع کرے اور قبل اختتام نماز آفتاب ڈوب جائے تو نماز پوری کرے، عصر میں تو یہ کہتے ہیں لیکن بجنسہ یہی صورت فجر میں اگر پیش آئے تو یعنی شروع طلوع سے پہلے کرے اتنے میں آفتاب نکل آئے تو کہتے ہیں کہ نماز کو توڑ دے پوری نہ کرے۔

عصر اور فجر میں امام ابوحنیفہ نے فرق کیوں کیا ہے، فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں لیکن اس کے ساتھ لوگ کہتے ہیں کہ:

وادعی الطحاوی ان العصر یبطل ایضا کالفجر (شامی ص ۲۷۴)

امام طحاوی کا یہ مطلب ہے کہ عصر کی نماز بھی فجر کی طرح باطل ہو جاتی ہے۔

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ)☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یونہی الشیخ الفانی جوروزہ کی صلاحیت کھو چکا ہے، چونکہ قضاء کرنے کا امکان تو اس کے جاتا رہا اس لئے حنفیہ کا فتوی ہے کہ ہر روزہ کا معاوضہ میں فدیہ ادا کرے، کہتے ہیں کہ:

قال مالک لاتجب علیه الفدیة وهوالقول القدیم للشافعی واختاره الطحاوی (شامی وغیرہ)

امام مالک نے فرمایا کہ اس پر فدیہ واجب نہیں اور یہ امام شافعی کا قول قدیم ہے۔امام طحاوی نے اس کو اختیار کیا ہے۔

یہ مسئلہ کہ واقعی امام طحاوی نے ان مسائل میں اختلاف کیا ہے یا نہیں الگ بات ہے،اور میرا ذاتی خیال ہے کہ لوگوں کو غلط فہمیاں ہوئیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

اس وقت تو مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ تحقیق تقلید کا خمیازہ بیچارے امام طحاوی کو ان چشم بند گوش بند مقلدوں سے کیا کچھ نہ بھگتنا پڑا۔افسوس کہ میرے پاس اس وقت فقہاء کی بڑی کتابیں نہیں ہیں ورنہ میں ان کی بجنسہ عبارتوں کو پیش کرتا۔تاہم دسویں صدی کے ایک بزرگ علامہ ابن کمال پاشا ترکی ہیں۔سلطان سلیم کے زمانہ کے مفتیوں میں ہیں۔مولانا عبدالحئی فرنگی محلی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ:

صناعة فی الحدیث مزجاة کمالایخفی علی من طالع تصانیفه (الفوائد ص۱۴)

علم حدیث میں ان کی یونہی مختصر ہے جیسا کہ ان کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے پر یہ پوشیدہ نہیں ہے۔

لیکن باوجود اس ''بضاعت مزجاۃ،، کے علماء سلف پر نمبراندازی کا آپ کو خاص شوق تھا۔اس سلسلہ میں علامہ طحاوی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ طحاوی کو زیادہ سے زیادہ اس کا اختیار دیا جاسکتا ہے کہ:

یقدرعلی الاجتهادفی المسائل التی روایة فیهاولایقدرعلی مخالفةصاحب المذهب لافی الفروع ولافی الاصول (حاشیہ فوائد ص۱۸۰)

جن مسائل میں کوئی روایت ہے ان میں اجتہاد کی ان کو قدرت ہے اور صاحب مذہب کی وہ مخالفت نہیں کرسکتے نہ اصول میں اور نہ فروع میں۔

اور یہ تو خیر ایک حد تک غنیمت ہے، جس مسئلہ میں روایت نہیں ہے اس میں تو ''اجتہاد،، کا اختیار آپ امام طحاوی کو عطا فرماتے ہیں لیکن آپ سے بھی بڑھا ہوا علماء حنفیہ میں ایک طبقہ ہے جن کے اقوال تو براہ راست مجھے نہیں ملے البتہ ہدایہ کے شارح علامہ اتقانی کے واسطہ سے صاحب کشف الظنون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے ان حضرات کی کرم فرمائیوں کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ:

قال الاتقانی فی صوم الهداية عند مسئلة قضاء المريض حين ساق بخلاف عن الطحاوی فيهارادا علی المشائخ، لا معنی لانكارهم علی ابی جعفر الطحاوی.

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی علماء کو ایک طبقہ جسے اتقانی ''المشائخ ،، سے موسوم کرتے ہیں، وہ ابوجعفر کو صرف ''اجتہاد،، ہی کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ سرے سے ان کا منکر ہی تھا۔ حنفی مذہب میں ان کا کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اتقانی نے اس کے بعد ان المشائخ کے فرد جرم کی اپالوجی کرتے ہوئے یہ اور اضافہ کیا ہے۔

فانكار هم عليه بعد تاخر زمانهم بكثير لا يجدی نفعا فی ذالک لعدم بلوغهم اياه

علماء کا ایام طحاوی پر انکار کرنا (بے اعتبار قرار پایا) جو امام کے زمانہ کے بہت بعد کے ہیں یہ ان کے لئے مفید مطلب نہیں ہے کیونکہ امام کے مرتبہ تک یہ پہنچ نہیں سکتے ہیں۔

کیا تماشہ ہے، جس امام ابوحنیفہ وتلامذہ کے لئے غریب ابوجعفر نے ماموں کا گھر چھوڑا، اپنا در چھوڑا، مدتوں فسطاط اور دمشق کی گلیوں کے گھر میں المزنی جیسے عالم کے رہتے ہوئے خاک چھانتے پھرے، غیروں سے ''کان صعلوکا،، کا طعنہ سننا پڑا صرف اس لئے کہ ''کان يذهب مذهب ابی حنيفه لا يری حقا فی خلافه ،، کے جرم میں بدترین تہمتوں سے اپنے زمانہ میں بھی اور شافعی مورخین کے ذریعہ سے آج تک متہم کئے گئے۔ محض اسی قصور میں کہ ابوحنیفہ کا مسلک کیوں اختیار کیا۔ برادران شوافع کا ایک طبقہ اب تک مصر ہے کہ المزنی کی پیش گوئی طحاوی کے حق میں کون کہتا ہے کہ غلط ہوئی وہ پوری ہوئی اور قطعاً پوری ہوئی اس لئے کہ

من ترک مذهب اصحاب الحديث واخذ بالرای لم يفلح (لسان الميزن)

جو شخص علماء حدیث کو چھوڑتا اور قیاس کو اختیار کرتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوا۔

مگر صرف اس جرم میں کہ چند جزئیات میں ابوجعفر نے ابوحنیفہ یا ان کے شاگردوں سے اختلاف کیوں کیا اس کی سزا میں حنفی علماء کے ایک گروہ نے طحاوی کو کوتاہ فہم، بے سمجھ حتی کہ اتقاقی کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ احناف کے نقل مذاہب میں بھی بددیانت قرار دیا گیا، کیونکہ اتقاقی کے پالوجی میں ایک جزیہ بھی ہے کہ ...... **لانه موتمن لائمتهم** ......کیونکہ وہ آئمہ کے امانت دار ہیں۔

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ جواب خود بتا رہا ہے کہ حنفی فقہ کی جزئیات کی نقل میں بھی ان ''المشائخ ،،کوطحاوی پر اعتماد نہیں تھا،یہ دوستوں کا حسن ظن ہے۔حالانکہ گذر چکا کہ ایک مالکی محدث جلیل ثقہ و حجۃ عمر بن عبدالبر کا طحاوی کے متعلق بصیرت کے ساتھ یہ شہادت ہے۔

خود ہدایہ کی جو شرح انھوں نے لکھی ہے اس کا لمبا چوڑا نام ''غایۃ البیان ونادرۃ الاقرآن فی آخر الزماں،،ان کی فطرت کی کافی غمازی کر رہا ہے مگر با این ہمہ ادعاء چونکہ بہر حال صاحب بصیرت وتحقیق ہیں،اس معذرت میں جو طحاوی کی طرف سے انھوں نے پیش کی ہے لکھتے ہیں:

فان شككت فی امر ابی جعفر فانظر فی كتاب شرح معانی الآثار هل تری له نظير فی سائر المذاهب فضلا عن مذهبنا

اگر ابو جعفر طحاوی کے بارے میں شک ہے تو ان کی کتاب شرح معانی الآ ثار کو دیکھو ہمارے مذہب سے ہٹ کر بھی دیگر تمام مذاہب میں کیا اس کتاب کی کوئی نظیر ہے۔

ہوسکتا ہے کہ ''اتقانی،،کے اس بیان میں کچھ مبالغہ کا عنصر شریک ہو،لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ''اسلامی تصنیفات،،متعلقہ فقہ اور حدیث میں کل کتابیں نہیں،اور کل کتابوں پر ہر حیثیت سے نہیں،لیکن خاص کر ''الآ ثار والحدیث،،کے معانی کی شرح وتنقیح کے اعتبار سے اگر اتقانی کے دعوی کو کوئی دھراوے،تو کم از کم میرے خیال میں یہ مبالغہ نہیں بلکہ انشاء اللہ واقعہ کا اعتراف ہوگا۔

نمتاز اور سر برآوردہ ارباب تحقیق میں سے اگر کسی شخص پر مجھے تعجب ہے تو وہ صرف علامہ ابن تیمیہ حنبلی ہیں،کہ اپنی مخصوص فکر ووسیع نظر مطالعہ کے باوجود خدا جانے ان پر کیا حال طاری تھا کہ اپنی معروف ومشہور کتاب ''منہاج السنۃ،،میں ردشمس والی حدیث پر کلام کرتے ہوئے محض اس قصور میں کہ اس حدیث کی تحسین کرنے والوں مین منجملہ دیگر اکابر محدثین کے ساتھ ایک امام طحاوی بھی ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالبا غصہ کی حالت میں ان کے قلم سے امام طحاوی کے متعلق یہ الفاظ نکل گئے ہیں:

الطحاوی ليست عادته نقد الحديث كنقد اهل العلم ولهذا روی فی شرح معانی الآثار الاحاديث المختلفة وانما رجح ما يرجحه منها فی الغالب من جهة القياس الذی راه حجة ويكون اكثره مجروحا من جهة الاستاذ ولا يثبت فانه لم يكن له معرفة بالاسناد كمعرفة اهل العلم به وان كان كثير الحديث فقيها عالما......

امام طحاوی کی عادت حدیث شریف کی جانچ پڑ۔ل کرنے کی عادت نہیں جسطرح دوسرے اہل علم

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہیں۔اسی لئے انھوں نے شرح معانی الآ ثار میں مختلف احادیث کوروایت کیا۔انھوں نے اکثر احادیث میں قیاس سے ترجیح دی ہے جس کووہ حجت سمجھتے ہیں۔

ان میں اکثر احادیث سند کے اعتبار سے مجروح میں ثابت نہیں ہیں کیونکہ ان کو مگر اہل علم کی طرح سند کی معرفت نہیں تھی اگرچیکہ بہت احادیث بیان کرتے ہیں فقیہ اور عالم ہیں۔

اگرچہ حافظ ابن تیمیہ کی یہ عبارت ان احناف کے لئے موجب عبرت ہے جنھوں نے امام طحاوی کاانکار کیا ہے۔قطع نظر حنبلی جن کے قلم کی زد سے امام غزالی اور شیخ ابن عربی جیسے جہابذہ کبار نہیں بچے ہوئے ہیں۔امام طحاوی کے متعلق ان کا اتنا اعتراف بھی بساغنیمت ہے۔

لیکن باوجود اس کے طحاوی جیسے جلیل القدر ''امام حدیث،، کے متعلق ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ

لم یکن له معرفة بالاسناد کمعرفة اهل العلم به

مجھے اس شک میں ڈال دیتا ہے کہ خود حافظ ابن تیمیہ کے متعلق پوچھوں کہ

هل له معرفة بکتب الطحاوی کمعرفة المشتغلین بکتبه

کیاان کوامام طحاوی کے کتابوں سے واقفیت ہے جس طرح ان کی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے والوں کوواقفیت ہے۔

اب اس کی توجیہ یا تو وہی کی جائے جو مولانا عبدالحئی فرنگی محلی نے ابن تیمیہ کی اس عبارت کونقل فرمانے کے بعد کی ہے کہ

قلت فیه بعض مبالغة کعادته (ص ۱۹)

میں کہتا ہوں ان کی عادت کے مطابق اس میں کچھ مبالغہ ہے۔

یا جیسا کہ میرا خیال ہے،معلوم یہ ہوتا ہے کہ اپنی وسعت علم ونظر پر بھروسہ کر کے ابن تیمیہ نے طحاوی کی کتابوں کا صحیح طور پر جیسا کہ چاہئے مطالعہ نہیں کیا ہے۔ایک سرسری نظر انھوں نے شرح معانی الآ ثار پر ڈال لینے کے بعد دراصل حافظ بیہقی کی تقلید میں ان کے قلم سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں۔کیونکہ اس عبارت کے علاوہ جو میں معرفۃ السنن والآ ثار سے حافظ بیہقی کی نقل کر چکا ہوں۔بیچ بیچ میں بھی وہ طحاوی پر چوٹ کرتے چلے گئے ہیں،مثلا ایک مقام پر فرماتے ہیں،جسے حافظ ابن حجر نے لسان المیز ان میں نقل کیا ہے:

ان علم الحدیث لم یکن من صناعته وانما اخذ الکلمة بعدالکلمة من اهله ثم لم

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یحکمها (ص ۲۷۸)

علم حدیث ان کا فن نہیں تھا۔اس کی ایک ایک بات اس کے علماء سے لے لیا پھر اس میں اتقال پیدا نہیں کیا۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں ،حافظ ابن تیمیہ نے بیہقی کی اس عبارت کو لفظی ردوبدل کے ساتھ محض ان کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ورنہ بیہقی نے اگر طحاوی کے سامنے یہ الفاظ لکھے ہیں ،تو جن کو حضرت امام شافعی کے مذہب کی نصرت میں تفرد حاصل کرنا تھا،ان سے تو یہ بعید نہیں ہے،اور قدرت نے ماردینی کی شکل میں ان کی کلوخ اندازی کا کافی جواب سنگ سے دلا بھی دیا۔ لیکن حافظ ابن تیمیہ تو ایک آزاد خیال عالم ہیں،اگر وہ خود کم از کم مشکل الآ ثار ہی کا براہ راست مطالعہ فرمالیتے تو ان کو اندازہ ہو جاتا کہ اس شخص کو خدا نے اگر متون حدیث کی شرح وتطبیق ،تاویل،وتنقیح میں جو ید طولی عطا فرمایا ہے۔جس کی نظیر واقعی محدثین میں مشکل سے مل سکتی ہے تو اسی کے ساتھ ”علم اسناد،، میں بھی ان کا پایہ کسی سے کم نہیں ہے۔افسوس ہے کہ امام طحاوی کے دوستوں اور ہم مذہبوں نے ان کی اس لئے قدر نہ کی کہ ان کی طرح وہ حدیث سے بیگانہ رہنا نہیں چاہتے تھے اور طبقہ محدثین میں وہ اس لئے بدنام ہوئے کہ ان کی اتباع میں ”فقہ،، سے کنارہ کشی نہیں اختیار کی۔اس ”جامعیت،، نے ان کو اور ان کی کتابوں کو دونوں طبقوں میں اس منزلت ومقام سے محروم رکھا جس کی وہ واقعی مستحق تھیں،اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اکثر وبیشتر کتابیں گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی ہیں ورنہ ان کی تالیفات کی فہرست میں ایک کتاب ”نقض کتاب المدلسین علی الکرابیسی،، کا بھی نام لیا جاتا ہے اور ”الکرابیسی ،، کا شمار امام شافعی کے بغدادی شاگردوں میں ہے،ابوثور اور کرابیس دونوں ہم پلہ سمجھے جاتے تھے۔اس طرح ابوعبد حبیب حافظ آ ثار واحادیث کی کتاب الانصاب پر بھی انھوں نے ایک تنقیدی کتاب لکھی ہے جس کا ذکر پہلے بھی میں کر چکا ہوں،مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ

وله الرد علی ابی عبید فی ما اخطافی اختلاف النسب (ص ۱۸)

ان کی ایک کتاب ابوعبید کی کتاب انساب میں غلطیوں کے رد پر بھی ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جو شخص ”المدلسین ،، کے متعلق اور ”الانساب،، پر تنقیدی کتاب لکھے ،اس کے متعلق حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانون شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لم یکن له معرفة الاسناد......ان کوسند کی معرفت نہیں تھی۔

کاش! مقالہ کی طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں ان کی صرف دو کتابوں شرح معانی الآ ثار اور مشکل الآ ثار کو ان کے سوا کسی کتاب تک میری رسائی نہیں ہے۔ میں ''علم الاسناد،، کے متعلق ان نکات اور حقائق کو جمع کرتا اور حافظ ابن تیمیہ کا اس علم میں جو مبلغ ہے، دونوں کا مقابلہ کر کے بتاتا۔

لیکن میرے مقالہ کا پہلا باب ہی اتنا طویل ہو چکا ہے کہ اس سلسلہ میں اب اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں پاتا، خیال تھا کہ دوسرے باب میں امام طحاوی کے خصوصی نظریات اور حدیثوں کے متعلق جو ان کے اختصاصی اجتہادات ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے اس مقالہ کا اسے دوسرا باب قرار دوں کیونکہ باب اول کے متعلق شروع میں مجھے صرف اس کی توقع تھی کہ بیس پچیس ورق میں اس کے مباحث ختم ہو جائیں گے۔ عام کتابوں میں جو مواد امام طحاوی کے متعلق پایا جاتا تھا ان کو دیکھ کر ابتداء میں بھی رائے قائم ہو سکتی تھی، لیکن جب تلاش وجستجو کا سلسلہ جاری ہوا تو چیز کے بعد چیز ملتی گئی۔ دلچسپ چیزیں تھیں، کسی چیز کے چھوڑنے پر دل آمادہ نہ ہوتا تا اینکہ امام طحاوی کی سیرت پر یہ چھوٹا سا ایک رسالہ ہی تیار ہو گیا۔

اسی لئے اب یہ قصد ہے کہ دوسرے باب کا خیال ہی ترک کر دوں اور......**ربنا اغفرلنا والاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاللذین امنوا**...... کی دعا کرتے ہوئے، اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ دوسرے باب کی اطمینان سے تکمیل کی جائے گی۔ امتحانی مقالہ کے لئے غالباً میرا اتنا بیان کافی ہے **واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل**۔

قارئین محترم یہ طویل مضمون جسے ہم نے بارہ قسطوں میں شائع کیا اختتام کو پہنچا...... اللہ رب العالمین حضرت مولانا سید محمد قطب الدین شاہ حسینی صابری کے درجات بلند فرمائے......(آمین)......مجلس ادارت مجلّہ فقہ اسلامی......

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com